© rasailojaraid.com

تنقید و تبصرہ

یورپ میں تحقیقی مطالعے : تالیف : آغا افتخار حسین ، ناشر : مجلس ترقی ادب ، لاہور۔

آغا افتخار حسین صاحب نے یہ اکیس مضامین جن پر زیرِ نظر کتاب مشتمل ہے ، اپنے یورپ کے قیام کے دوران لکھے۔ ان مضامین کے موضوعات تمام تر ادبی ہیں۔ اور ان میں فاضل مصنف نے اُردو ادب کے بعض ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جو اب تک ہمارے ہاں اوجھل تھے۔ خاص کر اُردو کی بابت فرانسیسیوں کی چند تحریریں۔ "یورپ میں اردو" "تاریخِ ادبیاتِ ہندوی و ہندوستانی" اور "اردو تذکرے"، "نسخۂ دلکشا" مضامین جو فرانسیسی مصادر کی مدد سے لکھے گئے ہیں ، نہایت ہی پُر از معلومات ہیں ، اور ان سے اُردو زبان و ادب کی تاریخ میں بیش بہا معلومات کا اضافہ ہوا ہے۔ بعض مضمون عام نوعیت کے ہیں ، لیکن ہیں وہ بھی بڑے دلچسپ مضامین۔ "مسلمانوں کا پیرس پر حملہ"، اور "پیرس کی انجمن اور قانون" فرانس کی ادبی تاریخ کا ایک بڑا دل آویز مرقع پیش کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک اس مجموعہ کا سب سے قابلِ توجہ مضمون کتاب کا کوئی پچاس صفحہ کا مقدمہ ہے جس میں انھوں نے پاکستان کی نئی نسل کو نئی تہذیب کی تعمیر کی دعوت دی ہے اور اس سلسلے میں چند بنیادی خطوط کی نشان دہی بھی کی ہے۔ مشرقی اقوام اور بالخصوص مسلمانوں کے زوال کے کیا اسباب تھے اور اب وہ موجودہ پس ماندگی کو کس طرح دُور کر سکتے ہیں ، فاضل مصنف نے بڑے واضح اور مؤثر انداز میں پیش کی ہے۔ اس سلسلے میں موصوف نے عقلیت ، تجربیت اور ٹکنالوجی کو اپنانے پر زور دیا ہے۔

مقدمہ میں "مشرق و مغرب میں تمدن کے عروج و زوال کا تقابل" کے عنوان کے تحت فاضل مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے : "اس کے بعد ایشیا اور یورپ کی سرحدوں کے قریبی ممالک میں کبھی کبھی ایک دوسرے پر غلبے کا سلسلہ جاری رہا۔ یونانی اور روسی تہذیبیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابھریں، لیکن اُن کا کوئی خاص اثر مشرق پر نہ ہوا ...." ہمارے نزدیک مصنف کا یہ خیال صحت طلب ہے، یونانی تہذیب کا اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد بھی مشرق پر کافی اثر پڑا۔ سکندر اعظم کی فتوحات کے نتیجے میں ہندوستان، ایران اور مشرقِ قریب سب یونانی علوم اور اس کی تہذیب سے متاثر ہوئے اور اسکندریہ میں تو یونانیت کو بڑا فروغ ہوا۔ اسی طرح اسلام سے قبل ایرانی مملکت میں یونانی مکاتیبِ فکر قائم تھے اور اسلام کے بعد تو مسلمانوں نے یونانی علم و حکمت کا بڑی فیاضی سے خیر مقدم کیا اور یونانی کتابوں کے عربی زبان میں بکثرت ترجمے ہوئے۔ آج بھی ہمارے دینی مدارس میں افلاطون اور ارسطو ایک متعارف موضوع ہیں اور ہم اپنی طب کو اس وقت بھی یونانی طب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اور یوں بھی علوم اور تہذیب کے ضمن میں مشرق و مغرب کی یہ اصطلاح زیادہ موزوں نہیں نظر آتی۔ یونانی تہذیب نے مصر سے استفادہ کیا اور جب وہ پروان چڑھی تو اس کا عمل دخل دُور تک پہنچا، پھر اسلام آیا، وہ اگر مشرقی تھا تو اسپین اور ترکی میں اُسے مغربی ماحول میں فروغ پانے کا موقع ملا۔ غرض اسی دَور میں جو تہذیب اُبھری اسے زیادہ سے زیادہ مشرقِ قریب کی تہذیب کہہ سکتے ہیں۔

بہرحال یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ زیرِ نظر کتاب کا یہ مقدمہ اس قابل ہے کہ اسے ایک الگ کتابچہ کی شکل میں چھاپ کر زیادہ سے زیادہ نشر کیا جائے۔

صفحہ ۱۷۳ پر سادتر کے ذکر میں مشرقی تمدن اور اندازِ فکر اور مشرقی ثقافت کا بیان ہے ہمارے نزدیک اس سے مراد سوشلسٹ (مشرقی) ملکوں کا تمدن و ثقافت ہے نہ کہ اصطلاحی مشرق کا، جو ہمارے ہاں عام طور سے سمجھا جاتا ہے۔

کتاب بڑی اچھی ٹائپ میں چھپی ہے مجلّد ہے صفحات ۴۰۰، قیمت ۹ روپے۔

(م - س)

© rasailojaraid.com